از قلم رئیس الاحرار مولانا حبیب الرحمٰن صاحب لدھیانویؒ

نظامِ حکومت سیکولر نہیں تو پھر کونسا مذہب؟

نظامِ حکومت کے بارے میں اس وقت نظریاتی طور پر دنیا دو بلاکوں میں تقسیم ہو چکی ہے۔ کہ حکومت کو مذہبی اور اخلاقی لائنوں پر چلنا چاہیئے یا دہریت اور لادینی ریاست کی بنیادوں پر استوار ہونا چاہیئے۔ صورت کے اعتبار سے وہ جمہوریت ہو یا ڈکٹیٹر شپ، شخصی اقتدار کارفرما ہو یا عوام کے ہاتھ میں طاقت ہو۔ بہرحال یہ سوال اپنی جگہ باقی رہتا ہے۔ کہ حکومت کو لادینی بنایا جائے یا مذہبی دستور کا نفاذ ہو۔ اگر مذہبی حکومت ہو تو کس مذہب کی۔

کیا ہندو راج جنتا کے روگوں کا علاج ہے؟ یا عیسائی حکومت میں دنیا کی بھلائی ہے؟ جاپانیوں کا طریقہ حکومت صحیح تھا یا تبت کے بودھوں کا؟ اسرائیل کے پاس وقت کے مسائل کا حل ہے یا زردشت کے آتش پرست پیرو حکومت چلانے میں کامیابی حاصل کر سکتے ہیں یا مذہب اسلام کی حکومت (جس کے ماننے والے دنیا کی آبادی کا ایک تہائی حصہ ہیں) مخلوقِ خدا کی تکلیفوں کا علاج ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مذہب اور خدا کے نام پر ہر زمانہ میں مذہب کے اکثر با اقتدار لوگوں نے عوام کو چاہے ان کے ہم مذہب ہوں یا کسی دوسرے مذہب پر چلنے والے ہوں۔ اپنے مفاد اور اغراض کے لئے نشانہ ظلم بنایا ہے۔ اس بنا پر بھی ایک جماعت نے مذہب کے خلاف محاذ قائم کیا ہے۔ جیسے کہ میں کہہ سکتا ہوں کہ بہت سے لوگ اسی بنا پر نفسِ مذہب سے متنفر ہو چکے ہیں۔ اور مجھے اس بات کو تسلیم کرنے سے بھی انکار نہیں ہے کہ مدعی مذاہب گروہ اور افراد کے انفرادی و اجتماعی مظالم کو بعض عیاش طبع انسانوں نے اپنی ہوس رانیوں کے لئے بہانہ بنایا ہے۔ اور پالیٹیشنوں نے طاقت حاصل کرنے کے لئے بطور حربہ کے استعمال کیا ہے۔ یہ صحیح ہے کہ ان مخالفین مذاہب کے ہاتھ میں مذہب کے خلاف ہتھیار دینے والے مذہبی لوگ ہیں جنہوں نے مذہب کے نام سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے عوام پر طرح طرح کے مظالم و تشدد روا رکھے ہیں۔

ہمارے سامنے سیکولر اسٹیٹ کی ایک اصطلاح بھی آئی ہے۔ ماہرین نے اس کا لفظی ترجمہ "لادینی ریاست" کیا ہے۔ اور اس کی دو تعریفیں ہیں یا یوں کہیئے کہ دو طبقے اپنے اپنے نظریہ کے مطابق الگ الگ دو تعریفیں کرتے ہیں قطع نظر اس بات کے کہ وہ لوگ اس نظریہ پر اعتقاد بھی رکھتے ہیں یا نہیں۔ ایک تعریف یہ ہے کہ سیکولر اسٹیٹ میں تمام

مذاہب کو بالکل ختم کر دیا جائے گا۔ کسی مذہب کا کوئی نام لیوا نہ ہوگا۔ ریاست کے ہر فرد کی انفرادی و اجتماعی زندگی میں پارلیمنٹ کے قانون کا ہی دخل ہوگا۔ حکومت کا قانون ہی اس کا مذہب ہو سکتا ہے۔ اور بس!

دوسرا طبقہ یہ کہتا ہے کہ سیکولر اسٹیٹ کا یہ مطلب ہے کہ تمام مذاہب کے ماننے والوں کی ملی جلی مشترکہ حکومت ہو۔ لادینی ریاست کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کا کوئی مذہب نہ ہو اور ہر مذہب کو ریاست میں پھلنے پھولنے کا موقعہ ملے۔ کسی شخص یا فرقہ کے انفرادی و مذہبی معاملات میں حکومت کو دخل دینے کا حق حاصل نہ ہو۔ ہر مذہب کے پرستار کو اس ریاست کے شہری حقوق حاصل ہوں بشرطیکہ وہ اس ملک کا باشندہ ہو۔ اس میں اکثریت و اقلیت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ البتہ کسی ایسے عمل کی اجازت نہ ہوگی جس سے دوسرے کے مذہب پر حملہ کیا جائے۔

یہ نظریات جب سامنے آتے ہیں تو عقل پریشان ہو جاتی ہے۔ ہر نظریہ کا قائل دماغ کو متاثر کرنے کی کوشش کرتا ہے لیکن دل مطمئن نہیں ہوتا۔ مجھے ان پر بحث نہیں کرنا۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اسلام کے نزدیک حکومت کا مذہب کیا ہونا چاہئے۔ اور اسلام کس حکومت کے مذہب کی تعریف کرتا ہے اور خود مسلمانوں کو جب حکومت کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں ہو کس مذہب کے قبول کرنے کی دعوت دیتا ہے وہ مذہب ہے "عدل و انصاف"

جس کے ذریعہ سے عوام کو راحت ہو اور ملک میں امن رہے۔ اس میں اقلیت و اکثریت کا کوئی سوال نہیں ہے۔ کوئی حاکم اور کوئی محکوم نہیں۔ کسی انسان کو منصب کی بنا پر نہ فوقیت حاصل ہو اور نہ کسی دوسرے کو اس کے حقوق سے محروم رکھا جا سکتا ہے۔ کسی کو اسلام کی بنا پر رعایت نہیں دی جا سکتی اور کسی پر غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ظلم کی اجازت نہ ہوگی۔ قرآن مجید نصیحت ہی نہیں بلکہ حکم دیتا ہے

لا یجرمنکم شنان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا هو اقرب للتقوی کسی قوم کی دشمنی کے باعث انصاف کو ہرگز نہ چھوڑو۔ عدل کرو یہی بات زیادہ نزدیک ہے تقویٰ کے۔ لہٰذا مذہب و ملت کا امتیاز عدل کے راستہ میں رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ نسل اور ذات کی تمیز کی وجہ سے ظلم نہیں کیا جا سکتا۔ ذاتی دشمنی یا قومی مخاصمت کی بنا پر نا انصافی نہیں ہو سکتی۔ عدالت کے سامنے کوئی شخص نہ ہندو ہے نہ مسلمان۔ نہ یہودی نہ عیسائی۔ نہ آتش پرست اور نہ بدھ ہے۔ مظلوم کی دادرسی کی جاتی ہے اور ظالم اپنے کیفر کردار کو پہنچے۔ نہ عرب کو عجم پر فضیلت ہے نہ عجم کو عرب پر ترجیح۔ انصاف کی نظر میں ایشیائی اور یورپین دو طرح کے انسان نہیں۔ کالے اور گورے کے لئے الگ الگ قانون نہ ہوں گے۔ کوئی حاکم اور کوئی محکوم نہیں۔ اس حکم کے بعد تنبیہہ کی ہے کہ دیکھو

واتقوا اللہ ان اللہ خبیر بما تعملون اگر اس کے خلاف ہوا اور حکم الٰہی پر عمل نہ کیا گیا تو اللہ کی سزا سے ڈرو۔ اگر اس دنیا میں مظلوم کی دادرسی نہ ہو سکی اور وہ اپنا حق حاصل نہ کر سکا۔ وقت کی حکومت نے اس کی مدد نہ کی۔ عدالت فیصلہ دینے میں سچائی سے ہٹ گئی تو یہ ممکن ہے کہ اس دنیا میں تمہیں کوئی کچھ نہ کہے ہو سکتا ہے کہ ہنگامی

اقتدار کی طاقت تمہیں مغرور کر دے مگر مرنے کے بعد تم خدا کی گرفت میں ہو گے یقیناً اس واحد و قہار کی کچہری میں تم سے پرسش ہو گی ۔ اس سخت دن تم کو ملزم کی حیثیت سے کٹہرے میں کھڑا ہونا پڑے گا۔

جب میزانِ عدل قائم ہو گی اور

من یعمل مثقال ذرۃٍ خیراً یرہ ومن یعمل مثقال ذرۃٍ شراً یرہ

جس کسی نے ذرہ برابر بھلائی کی ہو گی اسے اس کی جزا ملے گی اور جس کسی نے ذرہ برابر برائی کی ہو گی اسے اس کا نتیجہ بھگتنا پڑے گا ۔

یہی نہیں کہ اسلام ارباب اقتدار سے حکومت میں انصاف اور عدالت سے عدل کے فیصلہ کا مطالبہ کرتا ہے ۔ وہ عوام سے اپیل نہیں کرتا بلکہ حکم دیتا ہے کہ وہ کسی ظالم حکومت سے تعاون نہ کریں جس حکومت میں انصاف نہ ہو اس کے ساتھ کسی مسلمان نہیں بلکہ کسی انسان کو ہمدردی نہ ہونی چاہیئے ۔ وہ کھلے الفاظ میں ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان " اور گناہ پر اور ظلم پر کسی کے مددگار نہ بنو " کا اعلان کرتا ہے ۔ اسی بنا پر ترک موالات کی تحریک ہندوستان میں شروع کی گئی ۔ یہی وجہ تھی کہ انگریزوں کو ملک سے نکالنے کے لئے ایجی ٹیشن ہوئے کہ انگریز سے ہندوستانیوں کو انصاف نہیں ملتا تھا ۔ انگریز اور ہندوستانی کے لئے الگ الگ قانون تھے ۔ کالے اور گورے کی تمیز تھی ۔ عدل کا ذکر تک نہیں تھا ظلم و تشدد کا دور دورہ تھا ۔ ظلم کے جواز کے لئے ہندوستانی ہونا کافی تھا ۔ پس عوام کا فرض ہے کہ وہ حکومت کی طاقت اور ضبط و نظم کا اقتدار ان لوگوں کے سپرد کریں جو عدل قائم کریں ، مظلوموں کی دادرسی کریں ، حقیقت کو سمجھنے کی اہلیت رکھتے ہوں ۔

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامٰنٰت الی اھلھا ۔ بیشک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم حقوق اور ذمہ داریاں ان لوگوں کے سپرد کرو جو ان کے اہل ہوں ۔ وہ لوگ وہ ہیں جو معاملات کے فیصلہ میں خیانت نہ کرتے ہوں ۔ اپنے فرائض عمل کو پوری دیانت داری سے ادا کریں ۔ ہر بات میں امین ہوں ۔ اور جو کام ان کے سپرد کئے جائیں ۔ پوری ذمہ داری سے انہیں نبھائیں کسی کی رعایت یا کسی کا خوف ان کو صراطِ مستقیم سے نہ ہٹا سکے ۔ ان لوگوں کے ہاتھ میں باگ ڈور دے دینی چاہیئے ۔ یہ لوگ ہی خدا کی زمین پر خدا کے نائب ہیں ۔ وہی خلیفۃ اللہ ہیں ۔ ان صاحب اقتدار لوگوں کو ان کا فریضہ بتایا گیا ہے کہ جب مسند عدل پر بیٹھو جب تمہارے ہاتھ میں محکمہ قضا آ جائے جب عوام تم کو حکم مان لیں یا حکومت حاکم مقرر کر دے تو تمہارا فیصلہ عدل و انصاف سے سر مو نیچا و زنہ ہے

واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل اور جب فیصلہ کرنے لگو لوگوں کے جھگڑوں کا تو فیصلہ انصاف سے کرو ۔ اس آیت پر غور کرو ۔ بین الناس کہا ہے ۔ بین المسلمین نہیں کہا ۔ خدا کی تمام مخلوق کے درمیان عدل و انصاف قائم رکھنے میں کوئی امتیاز نہیں ۔ فریقین مسلم ہوں یا غیر مسلم ۔ وہ اس ملک کا باشندہ ہو یا اجنبی ۔ وہ غلام ہو یا آزاد ۔ اعلیٰ ہو

یا ادنیٰ۔ اسلام کی نگاہ میں سب مساوی ہیں۔ تم اپنا فیصلہ انصاف کی بنیادوں پہ قائم کرو۔ انصاف کرو، انصاف کرو۔ وقت مصلحت، ذاتی مفاد اگر عدل سے ٹکراتا ہے تو اسے پس پشت ڈال دو۔ اگر عدل پر مبنی فیصلہ یا عادلوں کی حکومت تمہیں مفید معلوم نہ ہو تو یہ تمہاری غلط فہمی ہے۔ خدا کا حکم مانو۔ اسی کی نصیحت قبول کرو۔

ان اللہ نعما یعظکم بہ ان اللہ کان سمیعا بصیرا۔ بیشک اللہ تم کو اچھی نصیحت کرتا ہے۔ بیشک اللہ دیکھنے والا سننے والا ہے۔

وہ حکمتوں سے خوب واقف ہے۔ یاد رکھو کہ اس کا حکم ہی دنیا و آخرت کی بھلائیاں رکھتا ہے۔ اسی کی نصیحت بہتر ہے اسی میں فلاح ہے۔ تم حاکم ہو یا محکوم، مدعی ہو یا مدعا علیہ سوچ لو کہ خدا تعالیٰ اس فیصلہ کو اس کے منافذ اور اس پہ عمل کو، حتیٰ کہ تمہاری نیتوں، تمہاری رائے زنی اور تقریظ و تبصرہ کو دیکھتا ہے۔ اور سنتا ہے۔ پس حاکم کا فرض یہ ہے کہ وہ عدل کی بنیادوں پہ فیصلہ کرے۔ اور پوری قوت کے ساتھ اس کے نفاذ کی کوشش کرے۔ مدعی اور مدعا علیہ بھی پوری اطاعت کے ساتھ فیصلہ پہ عمل کریں کیونکہ وہ سمیع و بصیر سنتا اور دیکھتا ہے کہ کون ہے جو ملک میں خدا کی زمین پہ امن قائم رکھتا ہے۔ اور عدل کو رواج دیتا ہے۔ انصاف کو چاہتا ہے یہی نہیں کہ عدل کے قیام کے لئے صرف حکومت وقت ہی مخاطب ہے۔ بلکہ عوام کو بھی حکم ہے انہیں بھی تنبیہہ کی گئی ہے کہ اگر حکومت عادلہ کے سامنے حقیقت واقعہ کو معلوم کرنے کے لئے مشکلات درپیش ہوں جیسے کہ پیش آیا کرتی ہیں۔ واقعات پہ پردہ ڈالا جاتا ہو تو خود میدان میں آؤ۔ عدالت کے کٹہرے میں چلے جاؤ جو کچھ بھی معلوم ہو صاف صاف کہہ دو۔ ضروری نہیں کہ عدالت سے تمہارے نام سمن جاری کئے جائیں۔ اگر تم اللہ پہ اور یوم آخرت پہ ایمان رکھتے ہو تو

کونوا قوامین بالقسط شہداء للہ ولو علیٰ انفسکم او الوالدین والاقربین

اللہ کی طرف گواہی دو اور انصاف پہ سختی سے قائم رہنے والے بن جاؤ خواہ تمہاری رائے تمہارے ماں باپ کے یا تمہارے رشتہ داروں کے خلاف کیوں نہ ہو۔

اگر وقت پڑے کہ اگر تمہیں اپنی ذات کے خلاف، اپنے والدین اور اپنے رشتہ داروں کے خلاف شہادت دینی پڑے جب کہ عادل تمہارے مخالف کے حق میں فیصلہ دیتا ہو۔ انصاف تمہارے خلاف ہو تو سچی گواہی دو۔ خدا کا حکم ہے جو حق ہو اسے صاف ظاہر کرو۔ کسی عزیز قریب کا نقصان ہوتا ہو تو پروا نہ کرو۔ یہاں تک کہ جب تمہاری ذات کا معاملہ بھی پیش آئے تو سچ کہو۔ کیونکہ اس دنیا میں ایسے لوگ بھی مل جاتے ہیں جو دوسروں کے معاملہ میں سچ کہہ دیتے ہیں۔ مگر ان تنازعات میں جہاں ان کی ذات کو نقصان پہنچتا ہو وہ پہلو بچا لیتے ہیں۔ اور ان کمزور طبع بے وقوفوں کو بھی تنبیہہ کی جاتی ہے جو اپنی ذات کے لئے حق اور صاف بات کہہ کر نقصان برداشت کرتے ہیں مگر سوسائٹی کا خوف، برادری کا دباؤ غیروں کے معاملہ میں ان کی زبان بندی کر دیتا ہے۔